

ان تبت و هم و قسطوا المسح
 ان الله يحب المقتطفين
 (۱۰) با تکرار متفقین اور کافران کو ان کی شرارت
 اور فساد کی وجہ سے ان کی سرزنش اور تنبیہ
 اور غفلت فی الحال کرنے میں وہ رعایت عام
 دیتی اور صلح و آشتی کی بولی دیتے اور
 سرزنش نرمی و سلامتی کے ساتھ کرنی چاہیے
 اس کے بعد میں قرآن شریف کو یہ احکام میں
 ۱۔ ناصحہ عنہم و قل عسلا ص۔
 سرور گزرا کر ان کو اور کہ سلام ہے۔
 ۲۔ اذ اخاطبهم الخاطعون قالوا عسلا ص۔
 اور جب بات کرنے لگیں ان کو بے سہارے
 تو کہیں صاحب سلامت۔
 ۳۔ اذع الی سبیل ربک بالحکمۃ والظفر
 الحسنۃ و عبادہم بالاتی فی حسن (نحل)
 اور اپنے رب کی راہ پر اتنی بات سمجھا کر اور نصیحت
 کر کہ جی طرح اور بحث کر بطریق برائے ہو۔
 ۴۔ لا تجادلوا اہل الکتاب لا یاتئ
 ہی حسن۔
 نہ جھگڑو تم کوئی کتاب سے نہ واسطہ سے جھگڑو
 بہتر یہ۔
 ۵۔ و احرض عنہم و عظیمہم و قل
 لخصمنا انفسہم فلا یلیف۔ (احزاب)
 اور ان سے دگر دہ اور ان کو نصیحت کر کہ
 حق میں کی بات کہ۔
 ان آیتوں کے حکم کو ہم کو لازم ہو کہ جب
 اہل مذاہب اور کفار سے سرزنش کریں اور
 سے فساد اور نا امانی پر ملامت کریں تو ہم
 ایک طرف سے نرمی کہنا نہ حال ناق سماں
 ۱۱۵۷ اس مقام پر جگہ سنی گواہ کا بیان
 ضرور ہے کہ آیات قرآن مجید میں قرآن ظفر
 ایسی حکیمانہ اور ایک سلوک کر جیسا حکم پر
 خیالیں اور سرزنش میں ہی اخلاق کی رعایت
 نہ دے قرآنی صورت میں مسلمان ہوتے
 جیسے کہ فکیر مکر جائز ہو سکتا ہے مگر جاری
 ایک ذخیرہ عدم انکار کو احکام ہر جہ
 یہ غیب ہو ہی نہیں سکتا کہ مذہب کے باب
 و برہنہ کا حکم ہر ایک کو بھی خیر کیا ہو۔
 (۱) مذکور انما امت مذکور
 بمصطو۔ (خاشیہ)
 پس سبب نزول سمجھا تا قرآن
 (۲) قل اطمینا اللہ و اطمینا
 فان قولنا فاشاعلیہ ما حل و علیہ
 وان علیہم و فہم و ما حل
 لا الیہ غم اطمین۔ (نفل)
 تو کہ حکم انوار اللہ کا اور حکم مالک رسول کا
 نہ پیدائے تو اس کا فریق ہو اس پر
 نہ بار آورے جو شہر کہہ کر اور حکم
 راہ ہوا اور پیغام دے کہ فرشتہ
 (۳) فان قولنا فاشاعلیہ
 پھر اگر نہ ہو جاوین فریقہ ہر

(۳) من یطع الرسول فقد اطع الله
و من یؤی فیما ارسلتک علیہم حفیظاً
جس نے مکہ کا رسول کا اس نے مکہ مانا اللہ کا
اور جو اللہ کے رسول کے حکم میں ہے اس کو گنہگار
(۴) اتبع ما ادعی الیک من ربک لا الہ الا هو فاعرف من المشرکین (افاضہ)
تا بداری کر تو خدا کو جو جو بولے مکہ کی بجائے
شرکیہ نہیں ہے اور مت اتفات کر شرک کر
کھڑے۔
(۵) افانت تکرہ الناس حتی یقولوا منو منین
اب کیا زور کرے گا تو لوگ نہ کہ جو جاوین ایمان
(۶) وما انت علیہم بنجار فذلک لولا القرآن
من یخاف وحید۔ (۷)
اور تو نہیں کن پر زور کر نہ والا سو تو تو قرآن
سے اس کو جو ڈرامے دیتے۔
(۸) اطعوا الله واطعوا الرسول فان
تؤکدتم فاما علی ورسولنا البلاء المبین
کہا ہوا اللہ کا اور رسول کا پس اگر وہ میر جاوین
تو ہمارے رسول کا ذریعہ صرف پیغام نبیاری
(۹) ان یخلفہ منک من فمنا فمنا فمنا
الذی دینہ صبیحہ۔ (۱۰) (دھڑ)
یہ ایک نصیحت ہے جس کو کر لی جاوے اپنے رب
کی راہ اختیار کرے۔
(۱۱) لکم دینکم و فی دین۔ (کافران)
تین شہادین اور جو میرا دین۔
(۱۲) لا الہ الا اللہ فی الدین۔
دین میں کچھ زبردستی نہیں۔ (عبر)
(۱۳) یہ سب آیات حکمت میں جو کہ اور مرید
میں نازل ہوئیں۔ یعنی اس زمانہ کے لئے ہیں
جب اسلام میں صفت نبی اور اس وقت کی ہی
میں جب اسلام کی حکمت اور حکمت حاصل ہوئی
مگر جو کچھ کسی حالت میں جبر واکراہ جاری نہیں رہتا
اس کے وہ حکمتیں ہر جگہ صاف صاف بیان
کلیں اور ایسا ہی برتاوی کیا جتنا حق میں حال
مقابل کی حالت میں باوجود طریقین کی مخالفت کو
کہیں طلبکار میں ہر جگہ اسلام کی طرف ہوا
تو اس کو صرف قرآن کی ایک احکام اور نصیحت
دی کہ تم تمنا اور جب وہ سنیں کہ تو اس کو دین میں
جہان اس کو اس کی جگہ پر۔ حالانکہ یہ فرقہ اگر وہ
کاشا گواہی بات تو کسی قرآن شریف میں ہوا نہیں
و ان بعد من المشرکین استنجاہ
فلیس یحق یسمی کلام اللہ خدا جل جلالہ
خالک بافہم قوم لا یصلون۔ (۱۴)
اللہ کی مشرک کی جگہ پر نہ ہو اگر تو اس کو بناوے
تک وہ سنیں کہ کلام اللہ کا پھر نبیاری
جہان وہ نہ رہے اس واسطے کہ وہ لوگ ہائی
یہ آخری فرقہ صاف۔ ولات کنن کی قرآن کو
اسلام کی محاسن اور قرآن کی سکرام اخلاص
نہیں اس پر وہ جانتے نہیں ہیں کہ اسلام
میرا ہے۔ پس ان کو مسلمان نہ کہنا کی ضرورت
قرآن کو قرآن مانا جاوے اور اس کی نصیحت

مردہ نصایح سننے والو کو دل میں ہرگز نہیں
 پہنچا (بیان ذکر مقامات اسلامی کا کیا اور ہم
 اس کو ضمن میں یہ لکھنا مناسب معلوم ہو گا
 مقامات اسلامی کی منشا صرف کائنات ہی
 اور یہی غرض ہی کہ مشرکین کے ظلم و عدوان
 سے غفلت سے مسلمان کو نجات ملے اور ان کو
 بے شک و شک خدائی عبادت کا موقع ملے۔
 اور مخالفین کی زیادتی اور موزی کفار کا ظلم
 و ستم و دیکھا جا کر اعدائے کی زیادتی بند ہو جائے
 یہ غرض نہیں ہے کہ وہ جبرائیل و جبرائیل
 کی مدد سے اللہ انہیں بعض بعض
 لحد میں صومعہ وسیع و صلوة و صلوات
 اگرچہ پاک و پاک و پاک کو ایک ایک ہی تو ملے
 جائے سب کچھ اہل حق و اہل حق اور حق
 ما لکم لا تقابلون فی سبیل اللہ و لا فی سبیل
 من الرجال و النساء و الاولاد ان اللہ یقول
 دینا مخرجنا من کفہ القربۃ الظالمین
 کیا وہ جو کہ تم غفلت راہ میں نہ رہو مالا لکم و مرد
 اور محمد میں ایسے کہتے ہیں کہ یا رب ہم کو اس
 شہر کو جس کو تم عالم میں نکالے۔
 عسوان یکف یا سلا لکین کے کفر و کفر
 قریب ہے کہ اسے بد کہے اہل کفر و کفر
 اس بات کو کہ کچھ ضرورت نہیں کہ کائنات کی
 زیادتی میں ابتدا مخالفین کی طرف سے ہوتی
 جاتے ہیں کہ انہیں کے ظلم و عدوان سے
 راضی نہیں ضرورت پڑتی اور یہ بات قرآن شریف
 میں ہی مندرج ہے۔
 حکم مید فاکم اقل صرۃ۔ اور مسلمانوں
 کو حکم ہوا تھا کہ تم جہاد ابتداء کر دو لاقتل و
 کفر۔ مخالفین سے قرآن معلوم قرآن عربی
 جن ایسے کیا ان اور احسان کرنے کا حکم دیا
 گیا ہے اور میں حالت جنگ و جہاد کی وہ
 شفقت اور کہ یاد رہنا کہ ہے جو سورہ ہود
 کی بات میں ایک سے نقل کیا کہ جو مشرک
 مسلمانوں کی پناہ میں آئے اس کو قرآن
 کے احکام و نصایح سننا کہ بیان یک اس
 کے رعایت کیا و اسے کہ جہاں اس کے امن
 کا مقام ہو وہاں اسے بخیر و رعایت رہنا
 دیا جائے۔ اب زیادتی کے بعد مغلوب
 اور مغلوب و مخالفین کی مدد سے عام حکم دیا
 گیا انہیں احسان و کفر و کفر و کفر و کفر
 لکھو جو سورہ۔
 حتی اذا اختلفتم فی شئ فارجعوا الیہ
 بعد واما انداء حتی افضم لکم واما
 ظالم و لویشا حالہ (و انفسہ منہم لکن
 لیسوا ببعضکم بعض) (محمد ص)
 پھر یہ خوب مثال کہ چلو کہ لو اور لو
 یا احسان کہ کہ جو کفر و کفر و کفر و کفر
 ہو جائے۔ پھر یہاں جاتے تو ہر مسلمان
 کے گھر وہ تم کو رہا جائے۔

چند اگر اخصا بر سر جگر و سینه که ذکر هر روز بسیار است
ریا کردن و انحراف سولانا و صفت سی و چهارم
بر کمر آید که در کمر بسیار است و در کمر که
آید که در کمر بسیار است و در کمر که
تکلیف هرگز آید که در کمر بسیار است و در کمر که
ایس مجلسین بر دوایه و آلی که در کمر بسیار است
و در کمر بسیار است و در کمر بسیار است

[illegible]

تاج و نشان بچہ اعلیٰ شامت بن ریاضی کی نگاہ
ضم و اس قدر جیلاؤں کے انمان مار غرض کے
خدا کا شکر کہ ان حضرات کی اوقات زادہ لڑی ہو
کر رہے۔ جو دیون فرما ایک عرصہ کو سولی پر چڑھ
کر کیا وقت و پیش آئی کہ لڑو تیر فرما رہا تین کر گیا

[illegible]

مطبعہ انوار محمدی قلیا ریان میں شیخ یعقوب علی ترازب احمدی اینڈ سنز مکان کارخانہ کے انتہام سے چھپ کر شائع ہوا۔

خدا قریب کی اچھوتی اور

پورائی تحریریں

خاص الحکم کے کالموں میں شائع ہوتی ہیں

ہیں ہم دینی است و سب اسما
کا فرم کریں بنا خدا خدا
وہی حق است ہم ز نور ان پاک
مادوقیم و بر سر کذاب خاک

اس رسم و رسم و رسم و رسم
شکر قیصر و کرم و کرم و کرم
پناہ دیکر یہ موقع مناسبت فرما کر ہم
اپنی ذات اور اپنی قوم اور اپنے ہی نوع کیلئے
سچی ہمدردی کر سکیں اور ترقی کی ان راہوں
پر چلنے سے ابوری جہان کے لیے سراپا کھٹا
کر سکتے ہیں۔

قرآن شریف صافات لفظوں میں بیان فرما رہا ہے
کہ قدرت مطلقہ و علم کے زمانہ میں بعض
عیسائی تو میرے قائم تھے جیسا کہ فرما ہے
انھما قاتلوا النور و النور و النور
انزل الیہم من ربھما کلوا من
ذوقھم و من تحت ارجلھم منسدة
مقصدہ و لکن یشکرنا صراطنا
ابن زبیر سورة المائدہ
است مقصدہ وہی است ہوتی ہے ہر وقت
اور علی طریقوں میں صراط مستقیم قائم ہو رہا
یہود کا طریق اقتصاد کو چھوڑنا۔ انکار اساجنا
اور عیسائیوں کا اقتصاد کو چھوڑنا مسیح کی
شان میں غلو تھا۔

پھر دوسری آیت یہ ہے یا ایہا الذین امنوا
انقلوا للہ وامنوا برسالۃ یؤتکم لقللین
من رحمۃہ الخ و ۲۰ سورۃ المائدہ۔ یہ
عیسائیوں کے حق میں ہے، اگرچہ جی فرمایا ہے کہ
اے وہ عیسائی جو مومن ہو تین خدا کہہ کر
کافر نہیں بنے تم اسلام لاؤ تا کہ تمہیں دوسرے
نواب کے سہیلے اس سے اللہ تعالیٰ فرما چکا ہے
لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ہو لیس
ابن زبیر و ابی زبیر انہما الذین
امنوا۔ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ
مومن ہمیں کو طہر آتا ہے ہر نسخ کو طہر
سمجھتو۔ اور صاف ثابت ہو گیا ہے کہ اس
وقت وہ فرمے تھے۔ عیسائی مدینوں سے
جی ثابت ہو گیا ہے جیسا کہ قیصر و رجا کی

کا اور اپنی دنیا کو مسیح کی شان اس سے زیادہ نہیں
کر دینی اور تھا اب خدایہ ہے کہ اس قدر کی کوئی
انجیل بھی ہوگی سو رہی انجیل ہے جسکی تصدیق
قرآن میں پائی جاتی ہے۔

مسیح و غیرہ انجیلوں کے بیان اسوجہ سے بھی قابل
اعتبار نہیں کہ ان میں جو کچھ بہت نکھارے اور نکھارے
بیٹاؤں کو مہر دینا چاہتا ہے یا اپنی طرف سے کچھ
مشکلات یا بکنی ہیں مثلاً تیسرے باب میں مسیح
نکھارے ہے کہ وہ اصری کباب سے گا حالانکہ بیٹوں
کی کتابوں میں کہیں اس کا ذکر نہیں اور اصری کے
مسیح کسی جگہ شائع کے نہیں تھے بلکہ سرسبز
سکان کو مہر دیتے ہیں اور اگر ہر منہ کا لفظ
شائع کر دیتے ہوں تو اصری جو گاؤں تھا
سے اسکو کچھ تعلق نہیں کیونکہ یہ گاؤں شیعہ
پر تھا اور اس کے ارد گرد سبزی بہت سی تھی
یہ ایک نادر امر کہا کرتے تھے۔ یہ نہیں کہ وہ ایک
شائع تھی۔

دوسرے اس وجہ سے بھی مسیح و غیرہ کا بیان قابل
اعتبار نہیں کہ مسیح نے الہام کا دعویٰ تو کیا
نہیں کہیں نہیں نکھارے۔ یہ کہ اس الہام سے بھی
کئی ہیں۔

تیسرے اسوجہ سے کہ وہ لوگ بے دانا اور فاجر
تھے ان کے دل میں بچتہ یقین نہ تھا۔

انجیلوں میں صحت سے لے کر لفظ آنا عیسائیوں کے
بے مفید نہیں کیونکہ یہودی لوگ تنگ نشانہ
بے لفظ اطلاع کرتے تھے اس اگر کوئی دعویٰ
انسان اپنے تئیں خدا کا بیٹا کہے تو یہ کھری
سمجھتے تھے۔ چونکہ وہ یسوع کو اچھا دیتی نہیں
سمجھتے تھے اور بار بار کہتے تھے کہ وہی ہے
جس کا ہم جانتے ہیں یعنی اس کے چال چلن سے
ہم واقف ہیں اس لیے وہ یسوع کے منہ سے
ایسا کھری کھری کھری کھری کھری کھری کھری
راہ سے آپس میں مائیے چل رہے تھے۔

چوہری غنی اور بائبل میں ہے اور خدا کے کلام کو سمجھتے
نہیں تھے اور ان سے انجیلوں کے کھنڈے بڑی
بڑی خانیاں بیٹھیں اور بڑے بڑے پاک مہلتے تھے
نہو میں آتے ہیں۔ اور خود انجیلوں سے ثابت ہو
کہ وہ جھوٹے بھی ہوتے تھے۔

بن باپ ہوا خدا ہو سکے کی وہیں نہیں ہو جب احقر
عیسائیوں کے ایک صدق سام بھی بن باپ تھا
اور دنیا میں ہزاروں کیڑے مکوڑے بیرواں باپ
کے پیدا ہو جاتے ہیں۔

مسیح کی خدائی پر کوئی عقلی دلیل قائم نہیں ہو سکتی کیونکہ
عقل قرآن کی گئی خدا سے بحث کرتی ہے جیسا کہ

جیسے کہ کچھ خشک و مریضی ہے اور جو چیز خشک
اور مریضی ہو وہ گرم ہوتی ہے اور زیادہ تر جیسا
اور ایک آبی ہوتی ہے اور جو پانی ہوگی خشک
مہر وہ سرد ہوتی ہے پس جبکہ صلی حدیث مسیح کے
خبر سے ثابت نہیں ہو سکتی تو اب مرث علی
اقی ما سوس میں مقدم درج ہے۔

اور ایک مذہب مسیح کے خدا ماننے کا یہ ہو سکتا ہے
کہ اس سے آپ خدائی کا دعویٰ کیا ہو گا یا کوئی
اس کا کوئی محفوظ نہیں بلکہ بیان کیا جاتا ہے
کہ یہ انجیلیس حار یوں کو الہام ہوتی ہیں گواہی
کلمات کو اس وقت مسیح کا کلام مانا جاتا ہے
اول حدیث کا الہام صحیح مانا جاتا ہے حار یوں
نے کہیں یہ دعویٰ نہیں کیا تھا کہ یہ کلمات ہنر
مسیح کی ذات سے تھے بلکہ عیسائی عقیدہ یہ ہے
کہ یہ کلمات ان کے الہامی ہیں اور انکی صحت الہام
کی صحت پر موقوف ہے پس جبکہ الہام کی صحت یا
صحت صحت شہادت میں تو کیونکر یہ کلمات
صحیح ہو سکتے ہیں ماں اگر الہام کا دعویٰ نہ تھا
اور صرف یہ دعویٰ ہونا مسیح کے منہ سے یہ
کلمات سننے ہیں تو انکی صحت پر تحقیقات کیا جائیں
مگر معلوم ہو گیا ہے کہ مسیح کی تعلیم کو قبول کرتے
ہیں کیوں نہ کہا جاسے کہ یہ شیطانی خیالات ہیں۔

آج کل کی تحقیقاتوں سے ثابت ہو گیا ہے کہ
ساروں میں بھی آوری ہے میں اس آوری کیلئے
ہی کسی ذہنیہ ہمارا تنگ منہ ہے اس اگر کوئی
مہر چلے بھی صلب ہو تھا تو بات ٹھیک ہے کیونکہ
یسوع اکلوتا و شاکھا کہے۔

عیسائیوں کو جب مہا لکے بے کہا جلتے تو کہتے ہیں
کہ ہمارے مذہب میں کسی پرستش جیسا مذہب نہیں
ہوایا ہے کہ بچہ منت سے۔ حقیقی منت مہر ہوا
بلکہ وہی ہے کہ برخیز ہم میں سے عشق ہے اس پر اس
جہان میں اگر منت کے ظاہر ہو جائیں اور یہ مراد
ہو کر نہیں کہ وہ ضرور عاقبت میں روز نہیں ہوتے
کیونکہ عاقبت کا دن میں ہنر تھی ہے کسی برکت میں
اور ایک کا رب انہر عمر کا تو ہو کر سکتا ہے مگر کہ
جگہ آثار لعنت ثبت نہیں اور وہ آثار تو ہر کثرتوں
کے لیے تو یہ کا موقع دیتے ہیں سو وہ درحقیقت
ہر بار دل کے لیے بھی ہیں اور وہ خداوند کریم سے
کتاب بھی ہیں ایک خری طلاق ہے عرض حق و امت
آخرت سے متعلق نہیں اس واسطے کہ ہرگز نہیں
کہ ہم کسی دوسرے معین اور مقدر انسان پر منت کرتے
ہیں بلکہ لعنت جھوٹے پیروی کر کے دے رہے ہیں
کوئی ہو سوس کا صدق ایک فرق نہیں بلکہ
وہی صدق ہے جس خدا کی لعنت ہر کسی سے ہو
اس مہا لکے سے عرض ہے کہ جس پر بے خدا
کی لعنت ہو سکتی ہے اس لعنت کے آثار ہر پر
تا تینوں طریق معقول اور منقول پر مہادی لعنت
کے آثار و خفا ہر جگہ سو قرآن نے یہ بتایا

طریق عیسائیوں کے عقائد پر ہر پیش کیا ہو کہ وہ
کے عقائد پر ہر پیش نہیں کیے کہ وہی دجال کہہ کر

ناجائز و افحاش کا خدا جو دین میں مہا لکے کو
سنی ہوا ہے اسکا یہ تعجب ہو کہ اس سے شیطان
کے کیوں معنی ہے جلتے ہیں میراں ہیں صرف
سانیک کے سون پر آیا ہے اور اگر سانیک میں
ہے جیسا کہ منت میراں ہیں صرف سانیک کے معنی
ہیں تو یہ من فاسد نہیں ہے اس کیونکہ انسان کے
جان کے ہر من صرف سانیک ہی نہیں بلکہ کچھ ہے
ایسا ہی اور کئی مشرت الارض میں اسوارت
خود طرح کے درخت کے انسان کی جان کے دین
ہیں جیسے شجر جھیل یا جیسا وینو ایسا ہی کئی کئی
انسان کی دین ہیں۔ مگر درپہ میں یہ نہیں
کہ ان پیر ولس سے بھی کوئی شرت ہوتی تھی۔

توریت سے ثابت ہوتا ہے کہ سانیک آسمان کے گناہ
سے پہلے ہی معنی جاتا تھا جس سے اللہ کی عاقبت
کی سو سوال یہ ہے کہ یہ آسمان سے پہلے کیا کھنڈ
ہو گیا۔

توریت کا بیان ہے کہ سانیک نے تو اس بات میں
لیکن ظاہر ہے کہ خدا کے قانون قدرت میں یہ بات
داخل نہیں ہے کہ سانیک انسان سے اس کے
سو کر شک نہیں کہ سانیک سے مراد شیطان ہے کہ
خائن کا لفظ عبرانی میں صرف سانیک پر اطلاق ہوا
ہے مگر کچھ شک نہیں کہ حوام الامن (دولت) میں
فقد است و خناس ہے انخاس کو قدرت ہو رہی
مظاہر کے اور خدا کا لفظ ذکر اس پر ہر من ظہور
نہا کر شائش یا گیا ہے لیکن اب سوال یہ ہے
کہ خدا کے قانون قدرت کے۔ اسے شیطان بھی
انسان کے ساتھ باتیں نہیں کرتا۔ اس کا جواب
یہ ہے کہ شیطان نے خدا سے عتاب میں سانیک
کی معذرت پر باتیں نہیں کی بلکہ شرف میں جو مہادی کر
مشاہد ہوتا ہے باتیں کہیں برقی کی دوسرے خدا
شیطان کا نام ہے اور سانیک سے باتیں کرنا
ہے کہ کوئی عالم ارشاد جھوٹ کر بے جیسا کہ کھار
ان ناری اندیکھ الحیدہ ظہر عدو قضا العزیز
پس یہ بات قریب قریب ہے کہ ان کے طرح کا یہ لٹ
ہوا ہو کہ کوئی جاہل شاہ اس کا کہہ گیا ہو اور
اسے آدم کو اس ملک کا خالہ ہو کر ہو کہ یہ علت
اس میں داخل نہیں ہے کہ یہ بھی خدا کے فرستے ہو کر
دیکھ کر لیں۔ سانیک کا حواسے انہما کرنا معانی
کرتا ہے کہ ایک استفادہ ہے کیونکہ خدا کا تارا
قدرت، بات کی شہادت ہیں ویا کہ جو انہما
انسان سے باتیں کریں اور شیطان سے شیطان
باتیں کرنا بھی بطریق کشت کے عقاب کہ کھار
خود ہر کسی لیے وہ معجز تھا اور آردہ فن
دعائی قوی کے نہ ہو سے ہوا تو انکی کرنا
قوی حیرات سے گھٹو کر کے۔

حضرت حکیم الامت کا دور و غلط

گزشتہ اشاعت سے آگے

پھر نماز میں ایک خاص قسم کا خضوع و تواضع
نازل ہوتے ہیں کیونکہ خدا تعالیٰ کا برگزیدہ بندہ
ان میں ہوتا ہے۔ اور یہ ایک شخص اپنے ظرف
اور استعداد کے موافق ان سے حصہ لیتا ہے۔
پھر امام کے ساتھ اتفاق پڑتا ہے اور بیت
کے ذریعہ دوسرے جماعتوں کے ساتھ تعلقات
کا سلسلہ وسیع ہو جاتا ہے۔ ہزاروں کمزوریاں
اور ملامتیں ہیں بلکہ غیر معمولی طور پر دوسرے
پورے محسوس کر لیتا ہے اور پھر ان کمزوریوں کے
بجائے خوبیاں آتی ہیں جو آہستہ آہستہ نشو
ونما پا کر اخلاق فاضلہ کا ایک خوب صورت طبقہ
بناتے ہیں۔

یہ امت خیال کرے کہ ہم یہاں آتے ہیں اور ہم
نہیں لے جاتے یہاں بہت کچھ ساقط ہے جلتے
ہیں مگر یہ لینا اپنی استعداد کے موافق ہونا
ہم میں قدر انسان اپنا دل صاف کرنا اور
نیکی کے قبول کرنے کی ہمت رکھنا ہے اسی کی
قدر وہ ان فیضانوں سے حاصل کرتا ہے۔

پھر چہرہ پر پرورش پانا اور نشوونما پانا
ہے اس پر بھی شکوں اور شبہوں کا بھی نشو
ونما ہوتا ہے۔ جو شخص مامور کی صحبت میں رہا
کہ ایک دم میں پتا چلتا ہے کہ تبدیلی ہو چکی
وہ خدا سے ہنس کر کہتا ہے۔ ہمارا ایمان ہے
کہ اللہ تعالیٰ قادر ہے لیکن ہم اس کا قانون خدا
ہی طرح چمکاتے ہیں کہ تہہ بھی ترقی ہوتی ہے
انبیاء علیہم السلام سے بڑھ کر کون سا فعل
اور پاک فطرت ہو سکتا ہے لیکن اسے کمالات
اور ترقیوں کے سلسلے پر اگر نظر کیجئے تو وہ
بھی تہہ بھی ہوتے ہیں اگر کمالات تہہ بھی نہ
ہوتے تو چاہے تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ و
سلمہ کی زندگی سارا قرآن شریف نازل ہو
جانا تیس برس میں کیوں نازل ہوا؟ دیکھو
کس قدر دیر ان میں میں ڈالنا ہوا وہ دوسرے
ایں دن اس کے کائنات کے لیے آمادہ ہو جاتا ہے
نہیں ایک ایچو خاصہ عرصہ تک اسے انتظار
کرنا پڑتا ہے۔ پھر خدا کے ہی صریح اور بین
تائز کو قریب کر جاتا ہے کہ چھوٹا بچہ
سے ولی ہو جاتا ہے تو وہ میری بات میں
اسے تقاضے کے ساتھ جی کرنا اور اسے آدھا
ہے۔

اس لیے ضروری ہے کہ انسان عرصہ

دوران گندہ مذاق کے مامور کی صحبت میں نہ
خمن اور ادا رات کے ساتھ بیٹھے اور وفاداری
اور اخلاص کے ساتھ اس کے تہہ کو اختیار کرے
تو اس پر اللہ تعالیٰ اپنے فضل کیسے اور کونسی
اور اخلاقی فاضلہ کا وارث بنا دے۔ میں کسی
ور کی بات کوئی اسے نہیں دیکھتا اپنی نیت
کہتا ہوں اور اپنی کمزوریوں پر نظر کر کے خیال
کرنا ہوں کہ میں اس کا دل سے ایک گھنٹہ کے لیے
بھی باہر ہونا اپنی موت سمجھتا ہوں بجز ایسی
حالت اور صورت کے کہ مجھے حضرت امام کا حکم
پڑا ہو۔

مجھے فن کو گوئیہ تہہ ہے جو سلسلہ صحبت
میں داخل ہوا مگر میں نہیں آتے اور اگر آتے
ہیں تو اس قدر جلدی کرتے ہیں کہ ایک دن دینا
ہی ان کے لیے ہزاروں موتوں کا سامنا ہو جاتا
ہے۔ ان کے جتنے کام چھڑتے ہیں وہ یہاں ہی
کر جھڑتے ہیں جتنے تہہ میں جوتے ہیں وہ یہاں
ہی رہ کر جوتے ہیں۔ ہزاروں ہزاروں کمزور
بات چھو بہت ہی نا پسند ہے مجھے ایسے تہہ
سفر نہ لگتا ہے کہ ایسے رنگ ان بیوقوفانہ
کے اصرار کے نیچے آ جاتے ہیں۔ پس جب یہاں
تو امام کی صحبت میں رہ کر ایک ایسے وقت تک
فائدہ اٹھاؤ کہ کس اور بعد اچھا نہیں ہے
خدا کے ہمارے احباب میں وہ مزہ و لذت
پیدا ہو جو وہ اس ذوق اور رنگت کو محسوس
کر سکیں جو ہم کر سکتے ہیں۔

اس مقامے ستارے اور جب تک کسی برائی
انتہا تک نہ پہنچ جائے اور احاطت نہ
خطیبتہ نہ ہو جائے اور بعد سے تجاوز نہ
کر جائے خدا تعالیٰ کی ستاری کام کرتی ہے
اس کے چہرے کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے کہ
لے اس سے پہلے کہ تھاری ہواں اور کمزوریاں
اپنا اثر رکھیں اور یہ بہر شخص ہلاک کر دے
اسکی ترقیاتی تہہ کا فکر کرو۔

اسلام ایسا پاک مذہب ہے کہ اس سے
کو نقصان نہیں پہنچتا کسی تہہ نہیں دی کہ وہ
کے ساتھ انسان اپنی تمام کمزوریاں اور کمزوریاں
کا اقرار کرتا ہے۔ اسلام نے اس کے ایمانی
تہہ کا پاک سلسلہ کھینچا جس میں انسان
اپنے سونے کریم کے حضور اپنے دروازے انہار
کر دے اور خاص اسی کے حضور کہتا ہے جو
کچھ کہتا ہے خدا تک کو اس میں شرکت کا شوق
نہیں دیتا۔

انسان میں کمزوریاں ضرور ہیں اور ان کے دور
کے لیے ہے، جنہاں ایک عمدہ چیز ہے جیسا
کے لیے تہہ ہے گئے ہر وہ کیا چیز ہے؟ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت کا تہہ نہ دیکھنے کے
واسطے تہہ سہرے کے جس کے مجھے کو آپس
ترستی تھیں۔

خدا تعالیٰ نے فکر سے کہتے ہیں۔ وقت پر
اور پھر اس عالی شان انسان کی شناخت کی ضرورت

دی جو اس وقت خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہو کر
آتا ہے۔
یہ وہ وقت ہے کہ اس میں پھر تہہ کے کا کوئی
کس طرح ترقی کر لے۔ تہہ کی کمال حاصل کرنا
کس طرح اس کے دشمنوں کو تاک کی اور نامزدی میں
پول سے اور یہ اور اسکی جماعت امام اور
قائم المرام ہوتی ہے۔ حضرت صلی اللہ علیہ
سلمہ کے وقت میں حضرت محمدؐ کی روحانی تہہ
پولی اور اسکی تکمیل ہوئی اس پر چہرہ اب چہرہ
چاہتا ہے کہ ایک جماعت تیار کرے جو اس پر
کمال روحانی حاصل کرے۔ خدا تعالیٰ کا
کلام اب پھر نازل ہوا ہے جس سے قرآن
کریم کی صداقت کی تازہ بناوہ ثابت ہوتی ہے
اور اس کے شرات و برکات کا تازہ تازہ نمونہ
پیش کیا جاتا ہے۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں کس طرح
تہہ میں ہوتی ہیں اور کس طرح جماعت تو میں
باوجود سرتوڑ کوششوں اور مخالفتوں کے بھی
ان تہہ یوں کے جواب سے عاجز نہ ہوا کہ جواب ہوتی
تھیں ہماری نئی سنانی باتیں تھیں۔ مگر آج دکھایا
جاتا ہے کہ وہ تہہ یوں اس پر ہوتی ہیں۔ خدا
تعالیٰ کا راستہ باز مامور اور جسے اللہ تعالیٰ
کے منشا اور تائید سے قرآن کریم کی عظمت کو
ظاہر کرنے کے لیے آئی تھیں ان کے راستے اور ہم
وہی انھوں سے دیکھتے ہیں کہ کس طرح جماعت
شرمندہ ہو رہی ہیں اور وہ ان تہہ یوں
کوئی مقابلہ نہیں کر سکتے۔ ساری قوم کو ہوا
جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ تم جسکو چاہو اپنے
ساتھ لالو اور اس کا مقابلہ کرو مگر میں حیران
ہوتا ہوں کہ اگر یہ شخص کا نائب ہے (معاذ اللہ)
جیسا کہ یہ لوگ مشہور کرتے ہیں کہ یہ عربی کا ایک
صیغہ کا بھی نہیں ہوتا اور اس نے کوئی تہہ
تعلیم نہیں پائی مگر وہ خدا تعالیٰ کی تائید سے
بول رہا ہے اس کے علم میں اللہ تعالیٰ کی طاقت
کام کرتی ہے۔ اور یہ انسانی طاقت میں گزر
ہرگز نہیں کہ خدا تعالیٰ کا مقابلہ کر سکے اور اس
طاقت سے ایسا کر سکتی تو پھر خدا تعالیٰ نہ رہتا۔
ان لوگوں کے مقابلہ کے لیے نہ گئے ہی سہے
نامت کر دیا ہے کہ راستہ اسے اللہ تعالیٰ
اسکی تائید کر رہا ہے اور وہ کا ذوق کی تائید نہیں کیا

مخزن
یہ وہ زمانہ ہے کہ ہم پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے تازہ کمالات کو اپنی انھوں سے دیکھتے ہیں
اور ان پر ایمان لاتے ہیں۔ بات بالکل سچی ہے
کہ اگر یہ شخص نہ آتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے کمالات اور معجزات ایک افسانہ نہ ہو کر
نہ ہوتے جراب واقعات اور مشاہدہ کے رنگ
میں نظر آتے ہیں اور یہ سب کچھ اسی کے
ظہن سے ہے جسے جاسوس نے تم میں نمایاں جمع ہو
پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے
وقت میں صحابہ کرام اللہ تعالیٰ کے جلال و جبروت

کے انھوں کے لیے دور و دور کے سفر کرتے تھے
اور خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرتے تھے
تک یہاں رکھ دیا جاتا ہے کہ ایک جماعت کو آج
لیا گیا ہے جو جنگوں کو کھٹے کرتی ہوئی اور
سمندر و جوں کو چیرتی ہوئی دور و دور انہار
میں جاتے گی اور ہر کسی پر غرض کیا ہوگی؟ اس
کے جلال کا اظہار کسی کم شدہ تو صیغہ کو پھر
پھر ہر کرنا۔ کہیں پاک اور مبارک تر غرض ہے
آج سفروں کے لیے ہر قسم کی آسائش اور
سہولت کے ہم پہنچنے کی وجہ سے لوگ دور
دور والے ایسوں کے سفر کرتے ہیں اور آئے
ان ایسے مسافر روانہ ہوتے ہیں مگر میں
پر چھتا ہوں ان کی غرض کیا ہوتی ہے؟ دنیا
اور آخرت دنیا

کوئی دعا کہتے کو جاتا ہے ماں باپ اور احباب
اور وطن سے جدا ہوتے ہیں اس لیے کہ وہاں ہوا
یہ سڑی کا یا کوئی اور امتحان اس کیسے اور
دنیا کو تک۔ پھر وہاں سے وہ کیا لائے۔
علمی یا عملی طور پر خدا کے نہ ہونے کا اقرار نہ تو
روحانی ترقی نہ لے سکتے اور مائل اپنے سوال
اصلاح ہو وہ کہہ سکتے وہ ہم میں ہی اکثر
ایسے لوگوں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ
لیکن آج یہ پہلا موقع ہے کہ ایک جماعت
سفر کرتی ہے لیکن اس سفر کی غرض خدا
اور حضرت خدا ہے۔ ان لوگوں کی حالت جیسا
میں لکھ کرنا ہوں تو میرے دل میں کی غرض
بڑھ جاتی ہے کیونکہ یہ پاک امراض اور فساد
کے رہتے ہیں۔

اپنے احباب اور عزیزوں سے جدا ہونے
جنگ اور بیابان کاٹتے ہوئے جا رہے ہیں۔ اور
ایسے ایسے مقامات پر پہنچ رہے ہیں کہ جہاں کہ
ہیں ان کی کچھ بھی خبر نہ ہوگی کہ ان کے ساتھ کیا
گذر رہی ہے اگر وہ کسی مصیبت اور مشکلات
میں مبتلا ہو جاویں جو سفروں میں ممکن ہے
(اور ہماری دعا ہے کہ وہ ان مصائب اور مشکلات
سے محفوظ رہیں آمین) تو تم میں سے کون ہو
جو اسکی اس وقت مدد کر سکے گا۔ کوئی بھی نہیں
کیونکہ وہ سے اتنے دور ہو رہے گا کہ اول تو
اطلاع آئی مشکل اور اسے بھی تو بہت دور
کے بعد اور پھر وہاں تک پہنچنا بہت
مشکل اور وقت چاہے گا۔ مگر یہ لوگ ان
تمام مصائب اور مشکلات کو برداشت کرنا
کے لیے تیار ہو گئے نہیں انھوں نے اپنے
اعزو اور احباب کی محبت وطن کی افقت اور
آرام کی پروا نہیں کی اور اس سفر کو قدم چکایا

تازہ البام بمقام گوردیپور

(۱) اکت مبینی و انا منک
(۲) عسی ان تکرھوا انینا و تکرھوا

